OPEN ACCESS

Al-Marjān
Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

HJRS
ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان
سے Y کیٹیگری منظور شدہ

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Establishing Peace and Security among the Tribes of Balochistan: In the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad (peace be upon him)

بلوچستان کے قبائل میں امن وامان کا قیام: سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

Authors Details

1. **Dr. Syed Muhammad Haroon Agha** (Corresponding Author)
   Postdoctoral Fellow, Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad, Pakistan; /Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta, Pakistan.
   Email: aghaharoon00@gmail.com
2. **Dr. Hafiz Aftab Ahmad**
   Head, Department of Comparative Study of World Religions, Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad, Pakistan.

Citation

Agha, Syed Muhammad Haroon, and Hafiz Aftab Ahmad. " Establishing Peace and Security among the Tribes of Balochistan: In the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad (peace be upon him). "*Al-Marjān Research Journal* 3,no.4, Oct-Dec (2025): 196–208.

Submission Timeline

Received: Sep 15, 2025
Revised: Sep 26, 2025
Accepted: Oct 13, 2025
Published Online: Oct 20, 2025

Publication & Ethics Statement

Article QR

Al-Marjān
Research Journal

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

CC BY

ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY | INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System | DRJI Directory of Research Journal Indexing

Establishing Peace and Security among the Tribes of Balochistan: In the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad (peace be upon him)

بلوچستان کے قبائل میں امن وامان کا قیام: سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

☆ ڈاکٹر سید محمد ہارون آغا ☆ ڈاکٹر حافظ آفتاب احمد

Abstract

Balochistan, Pakistan's largest province, is characterized by a tribal social structure deeply rooted in customary laws, honor codes, and regional traditions. While many of these tribal norms align with Islamic ethics, some diverge from Shari'ah principles, contributing to inter-tribal rivalries, vendettas, and social instability. Historically, colonial strategies and post-independence governance gaps exacerbated these conflicts, while modern challenges such as educational backwardness, economic disparities, and political uncertainty have further complicated the establishment of sustainable peace. This study explores the principles of peacebuilding among the tribes of Balochistan through the lens of the Seerah of Prophet Muhammad ﷺ. The Prophetic model demonstrates how a society fragmented by tribalism, revenge culture, and socio-political divisions can be transformed through justice, consultation (Shura), mutual respect, and ethical governance. The research examines the Makkah period's emphasis on patience and non-violent resistance, the Madinah Charter (Mithaq al-Madinah) as a paradigm of inter-tribal and interfaith agreements, the conquest of Makkah as an example of forgiveness-based reconciliation, and the Treaty of Hudaybiyyah as a model for strategic conflict resolution. By synthesizing these Prophetic principles with Balochistan's tribal traditions—such as jirga consultation, honor (ghairat), and loyalty—the study proposes an ethically grounded and practically applicable framework for establishing sustainable peace. This approach not only addresses political and security dimensions but also emphasizes moral, social, and educational reforms as integral components of long-term stability. The research highlights that justice, mutual trust, and reconciliation, when institutionalized within tribal structures, can effectively reduce revenge cycles and foster social cohesion.

Keywords: Balochistan, tribal society, peacebuilding, Seerah, Prophet Muhammad ﷺ, Mithaq al-Madinah, reconciliation, justice, social cohesion, customary law, non-violence, ethical governance.

تعارف موضوع

بلوچستان پاکستان کا رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے جو اپنی قدیم قبائلی تہذیب، جغرافیائی اہمیت اور سماجی ڈھانچے کی وجہ سے منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں کا سماج بنیادی طور پر قبیلہ پر مبنی ہے جہاں "عرف"، "رسم"، "رواج" اور "غیرت" کے نام پر صدیوں پرانے قوانین رائج ہیں۔

☆ پوسٹ ڈاکٹورل فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان؛ / اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، الحمد اسلامی یونیورسٹی کوئٹہ، پاکستان۔

☆ سربراہ، شعبہ تقابلی مطالعہ برائے مذاہب عالم، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

ان روایات میں بہت سے پہلو اسلامی اخلاقیات سے ہم آہنگ ہیں مگر بعض اوقات شریعت کے صریح احکام سے انحراف بھی نظر آتا ہے۔ نتیجتاً جرائم، قتل، جھگڑے اور خونریزی معمول بن گئی ہے۔ اس تحقیق کا مقصد سیرتِ رسول اللہ ﷺ سے وہ ابدی اصول اخذ کرنا ہے جنھوں نے عرب کے وحشی قبائل کو ایک متحد امت میں تبدیل کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے مصالحت، معافی، انصاف، اخوت اور عہد کی پاسداری جیسے اصولوں سے نہ صرف جنگِ بدر سے لے کر فتح مکہ تک امن قائم کیا بلکہ ایک ایسی مثالی ریاست کی بنیاد رکھی جو آج بھی انسانیت کے لیے رہنما ہے۔ یہ تحقیق انہی اصولوں کو بلوچستان کے جرگہ سسٹم، سرداروں، علماء اور ریاستی اداروں کے ذریعے نافذ کرنے کے عملی طریقے پیش کرتی ہے تاکہ صوبے میں پائیدار امن قائم ہوسکے۔

مبحث اول: بلوچستان کی قبائلی معاشرت اور امن وامان کی موجودہ صورتحال

بلوچستان کی معاشرت بنیادی طور پر قبائلی اقدار، رواجی قوانین (Customary Law) اور سرداری نظام پر استوار ہے۔ یہاں کا سماجی نظم قبیلہ وخاندان، جرگہ، اور سردار کے تین ستونوں پر قائم ہے، جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ فیصلہ سازی، مصالحت، اور سماجی نظم وضبط میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم یہی ڈھانچہ بعض اوقات امن و امان کے قیام میں رکاوٹ بھی بن جاتا ہے، کیونکہ فیصلے عموماً روایتی انصاف اور قبیلوی مفادات کی بنیاد پر ہوتے ہیں، جن میں اسلامی عدل اور اجتماعی خیر کے اصول ثانوی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بلوچستانی معاشرے میں ”غیرت“، ”بدلہ“، اور ”وفاداری“ جیسے تصورات اخلاقی زندگی کے مرکزی حصے سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ اقدار غلط تعبیر یا افراط کا شکار ہوں تو وہ دشمنی، انتقام اور طویل المدتی قبائلی جھگڑوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ جرگہ نظام اگرچہ مقامی سطح پر مصالحت کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، لیکن جدید قانونی وانسانی حقوق کے تقاضوں سے اس کی ہم آہنگی ہمیشہ برقرار نہیں رہتی۔ نتیجتاً بعض اوقات عدل کی بجائے دباؤ اور طاقت کا اصول غالب آ جاتا ہے، جس سے سماجی ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ فار پیس اسٹڈیز (PIPS) کے اعداد وشمار کے مطابق، بلوچستان میں گزشتہ دو دہائیوں کے دوران زیادہ تر تشدد اور بدامنی لسانی و سیاسی بنیادوں پر قائم شورش (insurgency) سے منسلک رہی ہے۔ اس عرصے میں قومیّت پسند گروہوں کی جانب سے ہزاروں حملے ریکارڈ کیے گئے جن میں ہزاروں افراد جاں بحق اور زخمی ہوئے۔[1] ان تنازعات نے نہ صرف علاقائی ترقی کو روکا بلکہ نوجوان نسل میں انتقامی مزاج اور عدم اعتماد کو بھی فروغ دیا۔ تعلیمی پسماندگی، بے روزگاری، اور معاشی محرومی نے ان مسائل کو مزید گہرا کیا ہے۔ چنانچہ امن و استحکام کے لیے محض عسکری یا انتظامی اقدامات کافی نہیں، بلکہ سماجی و فکری اصلاح کی بھی ازحد ضرورت ہے۔ اس صورتحال کا ایک مثبت پہلو بھی موجود ہے۔ قبائل میں مہمان نوازی، وعدے کی پاسداری، اور مشترکہ مشاورت جیسی اقدار اب بھی زندہ ہیں، جو اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق منظم کی جائیں تو یہی عناصر پائیدار امن (Sustainable Peace) کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے تناظر میں دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ نے عرب قبائل کے درمیان بالکل اسی طرح کے تنازعات کو عدل، رواداری، مصالحت، اور اجتماعی معاہدات کے ذریعے ختم کیا۔ لہٰذا بلوچستان کے قبائل میں امن کے قیام کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے روایتی ڈھانچے کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں تطبیق دیں۔ یہی راستہ انہیں باہمی دشمنیوں سے نکال کر اجتماعی استحکام اور امنِ عامہ کی طرف لے جاسکتا ہے۔

---

[1] Yamin, Saira, and Salma Malik. *Mapping Conflict Trends in Pakistan*. Peaceworks No. 93. Washington, DC: United States Institute of Peace, 2014. https://www.usip.org/sites/default/files/PW93-Mapping_Conflict_Trends_in_Pakistan.pdf.

مسئلہ تحقیق (Statement of the Problem)

بلوچستان کے قبائلی معاشرے میں امن وامان کے قیام کے مسئلے کو سمجھنے کے لیے بنیادی نقطہ وسوال یہ ہے کہ سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں وہ کون سے اصول ہیں جو قبائل کے درمیان امن قائم کرنے کے لیے موزوں اور عملی ہیں، اور ان اصولوں کو بلوچستان کے قبائلی معاشرے میں کس طرح نافذ کیا جاسکتا ہے؟

امن وامان کا اسلامی تصور (The Islamic Concept of Peace and Security)

اسلام میں امن وامان صرف جنگ وجدل سے نجات یا تشدد کی غیر موجودگی نہیں، بلکہ ایک جامع اور متوازن سماجی، اخلاقی اور قانونی نظام ہے، جو افراد اور معاشروں کے درمیان احترام، عدل، تعاون، اور اجتماعی ذمہ داری پر قائم ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ میں امن کو معاشرتی زندگی کا بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے، اور عدل، رواداری، اور بھائی چارے کے ذریعے معاشرتی ہم آہنگی قائم کرنے کے واضح احکامات دیے گئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق امن وامان کا قیام نہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے بلکہ ہر فرد کے لیے ایک اخلاقی وفکری فریضہ بھی ہے۔

امن وامان کا معنی ومفہوم

لفظ 'امن' اور اس کی مصدری شکلیں جیسے 'أمان، أمانة' عربی لغت میں بنیادی طور پر خوف کی غیر موجودگی، اطمینان اور تحفظ کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں، چنانچہ الصحاح في اللغة والعلوم میں ہے:

> "الأمان والأمانة بمعنى. وقد أمنت فأنا آمن. وآمنت غيري، من الأمن والأمان. الإيمان: التصديق. والله تعالى المؤمن، لأنه آمن عباده من أن يظلمهم. وأصل آمن أأمن بهمزتين، لينت الثانية والأمن: ضد الخوف." [2]

یعنی امن اور امانہ خوف کے برعکس ہیں، اور آمن کا لغوی مطلب ہے کہ کسی چیز یا شخص کے لیے حفاظت اور اطمینان فراہم کرنا۔ اسی طرح أمانة کی اصطلاح کا تعلق خودداری اور بھروسہ مندی سے ہے، یعنی کسی چیز یا شخص پر بھروسہ رکھنا اور اسے نقصان سے محفوظ رکھنا۔ لسان العرب میں اس کی وضاحت کچھ یوں ہے:

> "الأَمْنُ: ضدّ الخوفِ. والأَمانةُ: ضدُّ الْخِيانة. والإِيمانُ: التصديق وضده التكذيب."[3]

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ امن کا تعلق براہِ راست خوف کے ختم ہونے سے ہے، جبکہ امانت اخلاقی اور سماجی ذمہ داری کے ساتھ منسلک ہے۔ یعنی جس معاشرے میں امن اور امانت قائم ہوں، وہاں لوگ نہ صرف خود محفوظ ہوں بلکہ دوسروں کی جان ومال کی حفاظت بھی یقینی ہو۔ تاج العروس میں بھی اسی مفہوم کی تصدیق ہے:

> "أَمْنُ: عدم توقُع مكروه في الزمن الآتي، وأصله طمأنينة النفس وزوال الخوف."[4]

---

[2] Mar'ashlī, Nadīm, and Usāma Mar'ashlī. *Al-Ṣaḥāḥ fī al-Lugha wa al-'Ulūm: Tajdīd Ṣaḥāḥ al-Jawharī wa al-Muṣṭalaḥāt al-'Ilmīyya wa al-Fannīyya lil-Majma' wa al-Jāmi'āt al-'Arabīyya*. Intro. 'Abd Allāh al-'Alāylī. Bayrūt: Dār al-'Ilm lil-Malāyīn, 1982, 147.

[3] Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. *Lisān al-'Arab*. Edited by Ilyās Jī and a group of linguists. 3rd ed. Bayrūt: Dār Ṣādir, 1414 AH, 13:21.

[4] Al-Zabīdī, Muḥammad ibn Muḥammad al-Ḥusaynī. *Tāj al-'Arūs min Jawāhir al-Qāmūs*. Edited by a group of researchers. Bayrūt: Dār al-Hidāya, n.d., 34:184.

یہاں امن کو نفسیاتی اطمینان، خوف کی غیر موجودگی اور تحفظ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق صرف جسمانی یا بیرونی تحفظ کافی نہیں، بلکہ ذہنی سکون اور اطمینان بھی ضروری ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾[5] یہاں امن کا مطلب صرف جسمانی حفاظت نہیں بلکہ خوف اور خطرات سے اطمینان اور سکون ہے۔

خلاصہ یہ کہ مفہوم کے اعتبار سے امن خوف کی غیر موجودگی، اطمینان اور سلامتی کا نام ہے، جبکہ امان اور امانت اس کا عملی پہلو ہیں، یعنی کسی کی حفاظت اور بھروسہ مندی کو یقینی بنانا۔ اسلامی تعلیمات میں یہ دونوں عناصر سماجی اور اخلاقی امن کے لیے بنیادی ستون ہیں، جو نہ صرف فرد بلکہ معاشرے کی فلاح و بھلائی کو یقینی بناتے ہیں۔

مبحث دوم: قرآنِ مجید میں امن وامان کی اساسات

عدل وانصاف کے ذریعے امن قائم کرنا

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُم أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾[6]

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلِ حق کے حوالے کرو اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت عدل کے ساتھ فیصلے کرو۔ عدل و انصاف کا قیام امن کی بنیاد ہے کیونکہ اس سے سماجی اختلافات ختم اور اعتماد قائم ہوتا ہے۔

امن پسندی اور پرہیزگاری کی تلقین:

﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾[7]

اس آیت میں امن کی طرف جھکنے کی ہدایت دی گئی ہے، اور مؤمن کو چاہیے کہ حالات کے مطابق صلح اور امن کے راستے اپنائے۔

سماجی ہم آہنگی اور برادری کے اصول:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾[8]

اسلام میں اجتماعیت اور باہمی ربط کو فروغ دیا گیا ہے، کیونکہ اجتماعی تعلقات اور یکجہتی کے بغیر امن قائم نہیں رہ سکتا۔

غیر تشدد اور اصلاح کا مقصد

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[9]

یعنی برائی کا بدلہ نیکی اور حسن سلوک سے دو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں معاشرتی امن کا قیام تشدد کے ذریعے نہیں بلکہ اخلاقی اور اصلاحی اقدامات کے ذریعے ہونا چاہیے۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں امن وسلامتی کی تعلیمات

رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات میں امن وامان کو معاشرتی زندگی کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔ احادیث میں نہ صرف پرامن رویے کی تلقین کی گئی، بلکہ اس کے ساتھ عدل، مصالحت، صلہ رحمی اور بھائی چارے کے اصول بھی واضح کیے گئے ہیں۔

---

[5] Al-Quraysh, 106:4.
[6] Al-Nisā’, 4:58.
[7] Al-Anfāl, 8:61.
[8] Āl ‘Imrān, 3:103.
[9] Fuṣṣilat, 41:34.

ایثار و قربانی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا يؤمن أحدكم، حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه**[10] یعنی تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔ یہ ہدایت ظاہر کرتی ہے کہ ایمان اور امن کا تعلق ایثار و قربانی کے ذریعہ ناگفتہ دشمنیوں کے خاتمے اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری سے ہے۔

مصالحت اور جھگڑوں کے تصفیے کی تلقین

رسول ﷺ نے فرمایا:

> **«ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟» قالوا: بلى، يا رسول الله قال: «إصلاح ذات البين، وفساد ذات البين الحالقة»**[11]

یعنی فرمایا کہ "کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو روزے، نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟" صحابہ نے کہا: 'جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ!" فرمایا: "لوگوں کے درمیان صلح کروانا اور اصلاح کرنا، کیونکہ لوگوں کے درمیان فساد انتہائی نقصان دہ ہے۔"

یہ اصول قبائلی معاشروں میں جاری انتقامی رویوں اور دشمنیوں کے خاتمے کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اخوت، بھائی چارہ اور تعلقات کا فروغ

رسول ﷺ نے فرمایا:

> **«المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يسلمه، من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة، فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة»**[12]

یعنی مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے؛ وہ اس پر ظلم نہیں کرے گا اور نہ اسے کسی نقصان کے حوالے کرے گا۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو پورا کرے گا۔ جو کسی مسلمان کی تنگی کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تنگی دور کرے گا، اور جو کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا عیب چھپائے گا۔

یہ حدیث سماجی تعلقات میں باہمی اعتماد، احترام اور تعاون کے ذریعے امن قائم کرنے کے لیے واضح رہنمائی دیتی ہے۔

تشدد کے بجائے حسن سلوک

رسول ﷺ نے فرمایا:

> **عن الحسن، أن رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أي المسلمين أسلم؟ قال: «من سلم المسلمون من لسانه ويده»، قال: فأي المؤمنين أكمل إيمانا؟ قال: «أحسنهم أخلاقا»، قال: فأي الإيمان أفضل؟ قال: «الصبر والسماحة»**[13]

---

[10] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Cairo: al-Maṭbaʿa al-Kubrā al-Amīriyya, 1311 AH; reprint with notes by Muḥammad Zuhayr al-Nāṣir. Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH, 1:12.

[11] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī. *Sunan Abī Dāwūd*. Edited by Muḥammad Muḥyī al-Dīn ʿAbd al-Ḥamīd. Ṣaydā: al-Maktaba al-ʿAṣriyya, n.d., 4:280.

[12] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Edited by Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī. Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyya; reprint Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d., 4:1996.

یعنی امام حسن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "مسلمانوں میں سب سے مسلمان کون ہے؟" فرمایا" : جو مسلمان دوسرے مسلمانوں سے زبان اور ہاتھ کے ذریعے کسی ضرر سے محفوظ رہے۔ "پھر پوچھا: "مؤمنوں میں سب سے کامل ایمان والا کون ہے؟" فرمایا : "جو سب سے اچھے اخلاق والا ہو۔ "پھر پوچھا: "ایمان میں سب سے افضل کون سا عمل ہے؟" فرمایا : "صبر اور سخاوت / بردباری۔"

اسلام میں امن کا قیام صرف قانون یا عسکری طاقت کے ذریعے نہیں بلکہ اخلاقی، تربیتی اور اصلاحی اقدامات کے ذریعے ممکن ہے۔

ان اصولوں کو بلوچستان کے قبائلی نظام میں بروئے کار لانے کے لیے ضروری ہے کہ مقامی روایات — جیسے جرگہ، بدلہ، اور غیرت کے تصورات — اسلامی اصولوں کے مطابق ہم آہنگ کیے جائیں۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات یہ واضح کرتی ہیں کہ امن و امان کی بنیاد عدل، مشاورت، اور اخوت پر ہے، اور یہی اصول بلوچستان میں پائیدار امن کے قیام کے لیے عملی رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

عدل و انصاف اور امن کا باہمی تعلق

اسلام میں امن و امان اور عدل و انصاف کو ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق حاصل ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مواقع پر عدل قائم کرنے کو معاشرتی امن کی شرط قرار دیا گیا ہے، کیونکہ جب انصاف نافذ ہوتا ہے تو ظلم، تشدد، اور جھگڑے کم ہو جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ﴾[14]

یعنی عدل و انصاف کے ساتھ گواہی دو اور حق پر قائم رہو۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں بھی عدل و انصاف کو معاشرتی استحکام کا کلیدی ستون قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ معاملہ کرنے میں حق اور انصاف کو مقدم رکھا، چاہے معاملہ اپنے قبیلے یا دشمنوں سے ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے:

«المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده»[15]

یعنی مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان زبان اور ہاتھ کی ہتک سے محفوظ رہیں۔ یہ اصول ظاہر کرتا ہے کہ عدل نہ صرف قانونی فیصلہ میں بلکہ روزمرہ کے رویوں اور تعلقات میں بھی لازمی ہے۔

بلوچستان کے قبائلی معاشرے میں عدل کے فقدان نے دیرپا دشمنیوں، انتقامی کلچر اور جرگہ میں تعصب کو جنم دیا ہے، جبکہ سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ حقیقی امن صرف اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب معاشرت میں ہر فرد اور قبیلے کو عدل و انصاف کے مطابق برتاؤ اور فیصلے ملیں۔ اس کے ساتھ مصالحت، مشاورت اور باہمی احترام کے اصول بھی برقرار ہوں، تب ہی امن و امان کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

عدل و انصاف اور امن و امان کے درمیان یہ تعلق بلوچستان کے قبائلی نظام میں عملی اصلاحات کے لیے ایک علمی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مقامی قیادت، جرگہ نظام، اور حکومت اگر سیرتِ نبوی ﷺ کے اصولوں کے مطابق عدل کو یقینی بنائیں تو قبائلی دشمنیوں، غیرت پسندی، اور انتقامی کلچر کو محدود کیا جا سکتا ہے، اور ایک مستحکم معاشرتی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔

---

[13] Maʿmar ibn Rāshid al-Azdī. *Al-Jāmiʿ* (appended to Muṣannaf ʿAbd al-Razzāq). Edited by Ḥabīb al-Raḥmān al-Aʿẓamī. 2nd ed. 2 vols. Pakistan: al-Majlis al-ʿIlmī; Bayrūt: al-Maktab al-Islāmī, 1403 AH, 11:191.

[14] Al-Māʾida, 5:8.

[15] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:65.

سیرتِ رسول ﷺ میں قیامِ امن کے اصول وضوابط (Principles of Peacebuilding in the Prophetic Seerah)

رسول اکرم ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں معاشرتی اور بین القبیلائی امن قائم کرنے کے واضح اصول وضع کیے، جو نہ صرف قبیلوں کے درمیان اختلافات ختم کرنے میں مدد دیتے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی اصلاح کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ اصول بنیادی طور پر صبر وبرداشت، عدل وانصاف، مصالحت، مشاورت، معاہدات، اور اعتماد سازی پر مبنی ہیں۔

مبحث سوم: مکی دور میں صبر، برداشت اور پُرامن مزاحمت

مکی دور کا سماجی وسیاسی پس منظر

مکی دور کی دعوت ایک ایسے معاشرتی ماحول میں شروع ہوئی جہاں قبیلہ قریش کو سیاسی ومذہبی غلبہ حاصل تھا، اور کسی نئے نظریے یا اصلاحی تحریک کو برداشت کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے جب دعوتِ توحید کا آغاز کیا تو اس کے نتیجے میں قبائلی نظام، مذہبی اقتدار، اور معاشرتی مفادات براہِ راست متاثر ہوئے۔ کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر ظلم، معاشی بائیکاٹ، سماجی مقاطعہ، اور جسمانی اذیتیں روا رکھیں، مگر اس کے باوجود نبی ﷺ نے اپنی تحریک کو پُرامن، تدریجی اور اخلاقی بنیادوں پر استوار رکھا۔ یہی مکی دور میں اسلام کی دعوت کی وہ خصوصیت ہے جو امن، برداشت اور صبر کی اعلیٰ مثال پیش کرتی ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَٱصۡفَحِ ٱلصَّفۡحَ ٱلۡجَمِيلَ﴾[16]

یعنی بس آپ اچھے طریقہ سے درگزر کیجیے۔

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی ایذا اور ان کے تکذیب کرنے پر خوبصورت درگزر (صفحِ جمیل) اختیار کریں، جیسا کہ فرمایا:

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ [17]

اور مفسرینِ کرام جیسے مجاہد اور قتادہ وغیرہ نے کہا کہ یہ حکم قتال سے پہلے کا ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے۔[18]

صبر اور دعوتی استقامت کی قرآنی بنیادیں

قرآن مجید میں مکی دور کے حالات میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ جس چیز کی تاکید کی گئی، وہ صبر، ثبات اور اللہ پر بھروسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾[19] یعنی پس صبر کرو جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللهِ﴾[20] یہ آیات مکی دور میں مسلمانوں کے لیے انقلابی اصولِ مزاحمت بن گئیں۔

---

[16] Al-Ḥijr, 15:85.
[17] Al-Zukhruf, 43:89.
[18] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm*. Edited by Muḥammad Ḥusayn Shams al-Dīn. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyya, 1419 AH, 4:468.
[19] Al-Aḥqāf, 46:35.
[20] Al-Naḥl, 16:127.

برداشت اور عدمِ تشدد کا عملی مظاہرہ

مکی دور میں نبی کریم ﷺ نے برداشت (Tolerance) اور عدمِ تشدد (Non-violence) کو دعوت کا بنیادی اصول بنایا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف اپنے خلاف ہونے والی اذیتوں کو برداشت کیا بلکہ اپنے اصحاب کو بھی یہی وصیت فرمائی۔ مثال کے طور پر حضرت خباب بن الأرتؓ، حضرت بلالؓ، حضرت سمیہؓ اور دیگر کمزور مسلمانوں پر جب ظلم کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«صَبْرًا آلَ ياسر، فإن مَوْعِدُكُمْ الْجَنَّةُ»[21]

یعنی آلِ یاسر صبر کرو، تمہاری ملاقات کی جگہ جنت ہے۔

یہ طرزِ عمل اس بات کا مظہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی تحریک کو پُرامن اور اخلاقی بنیادوں پر قائم رکھا، اور دشمنوں کے ظلم کے باوجود دعوتی حکمتِ عملی کو تشدد یا جارحیت میں تبدیل نہیں ہونے دیا۔ یہی روش بعد میں مدینہ میں میثاقِ مدینہ اور عفو و درگزر کے اصولوں کی بنیاد بنی۔

پُرامن مزاحمت کے نتائج اور دعوتی حکمت

مکی دور میں صبر و تحمل اور پُرامن مزاحمت کا سب سے بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی دعوت ایک اخلاقی و روحانی تحریک کے طور پر پروان چڑھی۔ نبی ﷺ کی شخصیت کی سچائی، اصحاب کی استقامت اور مظلومیت نے معاشرے کے باشعور افراد کو متاثر کیا، یہاں تک کہ عمر بن الخطابؓ، حمزہؓ اور دیگر اکابر شخصیات اسلام سے متاثر ہوئیں۔ یہی وہ اخلاقی جیت تھی جو کسی عسکری طاقت سے حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ جدید محقق مارٹن لنگز (Martin Lings) اس پہلو کو یوں بیان کرتے ہیں:

> “Return to thy people, call them to Islam, and deal gently with them.’! These instructions he faithfully followed, and as the years passed more and more families of Daws were converted.”[22]
>
> اپنے لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ، انہیں اسلام کی دعوت دئے اور ان کے ساتھ نرم مزاجی سے پیش آؤ۔ یہ ہدایات آپ ﷺ نے بہ وفا ادا کیں، اور جیسے جیسے برس گزرے دَوس (Daws) کے مزید خاندان اسلام قبول کرتے چلے گئے۔

یوں مکی دور کی یہ حکمت عملی آج بھی ان معاشروں کے لیے مثال ہے جو قبائلی یا نسلی تصادم سے دوچار ہیں؛ کہ پُرامن جدوجہد، اخلاقی استقامت، اور صبر و برداشت ہی پائیدار امن کی بنیاد ہیں۔

مبحث چہارم: میثاقِ مدینہ: بین القبائلی و بین المذاہب معاہدۂ امن

* مدینہ منورہ کا سماجی تناظر اور معاہدے کی ضرورت

ہجرتِ مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ کو ایک ایسے معاشرتی تنوع کا سامنا تھا جس میں اوس و خزرج جیسے انصاری قبائل، مہاجرینِ مکہ، اور متعدد یہودی قبائل (بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ) آباد تھے۔ ہر گروہ کی اپنی مذہبی و سیاسی وابستگی تھی، جس کے نتیجے میں اجتماعی نظم اور داخلی امن کے لیے ایک جامع دستور کی ضرورت تھی۔ اسی پس منظر میں نبی اکرم ﷺ نے تمام فریقوں کو شامل کر کے ایک تاریخی معاہدہ مرتب فرمایا جسے

---

[21] Ibn Hishām, ‘Abd al-Malik ibn Hishām. *Al-Sīra al-Nabawiyya*. Edited by Ṭāhā ‘Abd al-Ra’ūf Sa‘d. Cairo: Sharikat al-Ṭibā‘a al-Fannīyya al-Muttaḥida, n.d., 1:279.

[22] Lings, Martin. *Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources*. London: George Allen & Unwin, 1983, 55.

"صحیفۂ مدینہ" یا "میثاقِ مدینہ" کہا جاتا ہے۔ مستشرق محققہ میگیٹ جی. لوئس (Margoliouth) نے اسے “the first written constitution of a pluralistic state” قرار دیا ہے۔[23]

* میثاقِ مدینہ کے بنیادی اصول اور اس کے امنی مضمرات

میثاقِ مدینہ کے تقریباً 52 دفعات میں ریاستِ مدینہ کے شہریوں کے حقوق و فرائض، عدالتی نظم، مذہبی آزادی، اور باہمی دفاع کے اصول طے کیے گئے۔ نبی ﷺ نے اس معاہدے کے ذریعے مختلف مذاہب اور قبائل کو ایک وحدتِ سیاسی کے تصور میں پرو دیا۔ معاہدے کی ایک اہم دفعہ میں فرمایا گیا:

> «بسم الله الرحمن الرحيم، هذا كتاب من محمد النبي صلى الله عليه وسلم، بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب، ومن تبعهم، فلحق بهم، وجاهد معهم، إنهم أمة واحدة من دون الناس»[24]
>
> یعنی اللہ کے نام سے آغاز، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہے، جو قریش اور یثرب کے مومنین و مسلمانوں اور ان سب کے درمیان لکھی گئی ہے جو ان کے ساتھ شامل ہوئے اور ان کے ساتھ جہاد کیا۔ یہ سب — دیگر تمام لوگوں سے الگ ہو کر ایک امت واحدہ ہیں۔

یہ دفعات اس بات کا اعلان تھیں کہ اسلام نے صرف مذہبی نہیں، بلکہ سیاسی و سماجی امن کے لیے بھی ایک جامع ضابطہ پیش کیا۔

* بین المذاہب رواداری اور قبائلی توازن کا قیام

میثاقِ مدینہ کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ نبی ﷺ نے مذہبی و نسلی اختلافات کو قانونی مساوات (Legal Equality) کے اصول کے تحت منظم کیا۔ ہر فریق کو مذہبی آزادی دی گئی، لیکن ریاستی نظم کی وفاداری لازمی قرار دی گئی۔ اس طرح آپ ﷺ نے قبائلی عصبیت کے مقابل قانونی اور اخلاقی عصبیت کی بنیاد رکھی۔ مؤرخ ابن سعدؒ کے مطابق، اس معاہدے نے اوس و خزرج کی پرانی دشمنیوں کو ختم کر کے ایک مربوط شہری وحدت میں بدل دیا۔[25] نبی ﷺ کی یہ حکمتِ عملی دراصل قرآن کے اس اصول کی عملی تعبیر تھی: ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾[26] یعنی اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ۔

* میثاقِ مدینہ کی معاصر معنویت اور سیاسی حکمت

میثاقِ مدینہ صرف ایک تاریخی معاہدہ نہیں، بلکہ اسلامی سیاسی فکر (Islamic Political Thought) کی بنیاد ہے۔ اس نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ پائیدار امن صرف عسکری طاقت سے نہیں بلکہ عدل، معاہدے، اور اجتماعی ذمہ داری سے ممکن ہے۔

یہی اصول آج بھی بلوچستان جیسے قبائلی معاشروں میں قابلِ اطلاق ہیں، جہاں مختلف قبائل، قومیتوں اور مذہبی گروہوں کے مابین امن و رواداری کے قیام کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کا یہ ماڈل رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

---

[23] Margoliouth, D. S. *Mohammed and the Rise of Islam*. New York: G. P. Putnam’s Sons, 1905, 216.

[24] Ibn Hishām, *Al-Sīra al-Nabawiyya*, 1:279.

[25] Ibn Sa‘d, Muḥammad ibn Sa‘d. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Edited by Iḥsān ‘Abbās. Bayrūt: Dār Ṣādir, 1968, 1:239.

[26] Al-Anfāl, 8:61.

فتحِ مکہ: عفو و درگزر کے ذریعے امن کی تکمیل

* پس منظر اور موقعِ فتحِ مکہ

ہجرت کے آٹھویں سال، صلحِ حدیبیہ کی خلاف ورزی کے بعد قریش کے ساتھ تصادم ناگزیر ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دس ہزار صحابہ کے ساتھ بغیر خونریزی کے مکہ فتح فرمایا۔ اس موقع پر مکہ وہی شہر تھا جہاں مسلمانوں پر سب سے زیادہ مظالم ڈھائے گئے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے بدلہ لینے کے بجائے عفو و درگزر کا راستہ اختیار کیا۔ قرآن نے اسی موقع پر فرمایا:

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾[27]

یہ آیت دراصل بتاتی ہے کہ فتح کا حقیقی مقصد اقتدار نہیں بلکہ اصلاح اور امن کا قیام تھا۔[28]

* نبی ﷺ کا طرزِ عمل: انتقام کے بجائے رحمت

جب نبی ﷺ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو اہلِ قریش خوف زدہ تھے کہ آج وہی لوگ جواب دہ ہوں گے جنہوں نے ظلم کیے، مگر نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "اذهبوا فأنتم الطلقاء»[29] یعنی جاؤ، تم سب آزاد ہو۔

یہ الفاظ صرف سیاسی معافی نہیں بلکہ اخلاقی انقلاب کا اعلان تھے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ حقیقی کامیابی دشمن کو مٹانے میں نہیں بلکہ اس کے دل کو جیتنے میں ہے۔ یہ طرزِ عمل قرآن کے اس اصول کی عملی تفسیر تھا: ﴿ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِي بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٞ كَأَنَّهُۥ وَلِيٌّ حَمِيمٞ﴾[30] یعنی برائی کو بھلائی سے دفع کرو، تم دیکھو گے کہ تمہارا دشمن بھی قریبی دوست بن جائے گا۔

* امنِ عام اور سماجی استحکام کی بنیاد

فتحِ مکہ کے بعد نبی ﷺ نے مکہ کے نظم و نسق کو پُرامن تبدیلی کے اصول پر استوار کیا۔ آپ ﷺ نے سابق دشمنوں کو بھی انتظامی عہدے دیے، مثلاً عتاب بن اسیدؓ کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔[31] اس اقدام نے یہ واضح کیا کہ اسلامی ریاست کی بنیاد انتقام نہیں بلکہ قابلیت، انصاف اور مصالحت پر ہے۔ فتحِ مکہ کے بعد پورا عرب سیاسی و سماجی استحکام کی طرف بڑھا، جسے مورخین نے[32] "The Era of Unification" کہا ہے۔

* عفوِ عام کی معاصر معنویت

فتحِ مکہ کا یہ واقعہ آج کے قبائلی یا متنازعہ معاشروں، مثلاً بلوچستان، کے لیے عظیم پیغام رکھتا ہے۔ وہاں بھی پائیدار امن تب ہی ممکن ہے جب انتقام کی سیاست کو چھوڑ کر درگزر، انصاف اور اجتماعی اصلاح کو بنیاد بنایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اصول کو دنیا کے لیے Peace through Forgiveness کے طور پر پیش کیا۔

---

[27] Al-Naṣr, 110:1.

[28] Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*, 8:485.

[29] Ibn Hishām, *Al-Sīra al-Nabawiyya*, 2:412.

30 Fuṣṣilat, 41:34.

[31] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Tārīkh al-Rusul wa al-Mulūk*. With continuation by 'Arīb ibn Sa'd al-Qurṭubī. 2nd ed. Bayrūt: Dār al-Turāth, 1387 AH, 3:73.

[32] Watt, W. Montgomery. *Muhammad: Prophet and Statesman*. Oxford: Oxford University Press, 1961, 203.

صلح حدیبیہ: حکمت وبصیرت پر مبنی تصفیہ ٔنزاع کا نمونہ

* تاریخی پس منظر اور ضرورتِ صلح

صلح حدیبیہ ہجرت کے چھٹے سال پیش آئی، جب مسلمانوں نے عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہونا چاہا، لیکن قریش نے انہیں روکا۔ یہ صورتحال ایک ممکنہ مسلح تصادم کی طرف بڑھ رہی تھی، جس سے مکہ اور مدینہ کے درمیان جنگ کے امکانات پیدا ہو گئے تھے۔ نبی ﷺ نے اس کشیدگی میں پُرامن حل اور مذاکرات کے ذریعے ایک ایسا معاہدہ کیا جو نہ صرف جنگ سے بچنے کا سبب بنا بلکہ مسلمانوں کو اسٹریٹیجک اور اخلاقی برتری بھی دی۔

* معاہدے کے بنیادی اصول اور امن قائم کرنا

صلح کے اصولوں میں شامل تھے: عدم تشدد، معاہدے کی پابندی، قریش کو مکہ میں محدود داخلہ کی اجازت، اور آنے والے سال کے عمرہ کی آزادی۔ اس معاہدے نے یہ واضح کیا کہ پائیدار امن صرف مذاکرات اور باہمی احترام کے ذریعے ممکن ہے، نہ کہ طاقت کے زور سے۔ قرآن میں بھی اسی اصول کی تائید کی گئی ہے:

﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾[33]

یعنی اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ۔

* صلح کی اخلاقی اور سیاسی حکمت

نبی ﷺ نے صلح حدیبیہ میں نہ صرف قابلِ عمل سیاسی مفادات دیکھے بلکہ ایک اخلاقی سبق بھی دیا کہ دشمنوں کے ساتھ اعتماد سازی اور وعدہ کی پاسداری امن کی بنیاد ہے۔ اس دوران مسلمانوں کی تربیت بھی ہوئی کہ صبر و تحمل اور مصالحت کے ذریعے بڑے قومی یا قبائلی مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔ مؤرخ مونٹگمری واٹ لکھتے ہیں کہ صلح حدیبیہ اس بات کی بہترین مثال ہے کہ گفت وشنید اور باہمی مصالحت کے ذریعے بغیر خونریزی کے بھی اعلیٰ مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔[34]

* صلح حدیبیہ کا معاصر سبق

صلح حدیبیہ آج کے قبائلی یا متنازعہ معاشروں، جیسے بلوچستان، کے لیے عملی ماڈل ہے۔ یہاں بھی قبائل کے درمیان انتقامی کلچر اور مسلح جھگڑوں کے بجائے معاہدہ، مشاورت، اور وعدہ کی پاسداری کے ذریعے مستقل امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں یہ واضح ہے کہ Conflict Resolution کے لیے پُرامن اور اخلاقی حکمت عملی سب سے مؤثر ہے۔ مؤرخ مونٹگمری واٹ لکھتے ہیں کہ قبائل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے تعلقات کی بنیاد باہمی اعتماد اور حسنِ معاملہ پر تھی، جس کے نتیجے میں مخالفین رفتہ رفتہ حلیف و معاون بن گئے۔[35]

خلاصہ بحث

سیرتِ نبوی ﷺ امن کا سب سے خوبصورت اور مکمل نمونہ ہے۔ حضور ﷺ نے مصالحت، معافی، عدل وانصاف، اخوت اور عہد کی پاسبانی کے اصولوں سے عرب کے وحشی قبائل کو ایک پرامن امت بنا دیا۔ یہی اصول آج بھی بلوچستان کے قبائلی معاشرے میں خونریزی، جھگڑوں اور بدامنی کو ختم کر سکتے ہیں۔ جب سردار، علماء اور جرگہ والے ان اصولوں کو اپنائیں گے تو نہ صرف قتل وغارت کم ہو گی بلکہ معاشرہ امن، محبت اور

---

[33] Al-Anfāl, 8:61.

[34] Watt, *Muhammad: Prophet and Statesman*, 170.

[35] Watt, *Muhammad: Prophet and Statesman*, 175.

بھائی چارے کا گہوارہ بن جائے گا۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ اسلامی شریعت اور بلوچ روایات میں بہت سی مشترکات پائی جاتی ہیں؛ انہیں اجاگر کر کے اور شریعت سے متصادم رواج کو ختم کر کے ایک نیا، پر امن اور خوشحال بلوچستان تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اللہ ہمیں سیرتِ رسول ﷺ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تجاویز و سفارشات

- جرگہ سسٹم میں سیرتِ نبوی ﷺ کے اصولِ مصالحت کو بطور گائیڈ لائن شامل کیا جائے۔
- علماء کرام اور قبائلی سرداروں کے لیے مشترکہ ورکشاپس منعقد کی جائیں۔
- سکولوں اور مدرسوں کے نصاب میں "سیرتِ نبوی ﷺ اور قبائلی امن" کا باب شامل ہو۔
- ریاستی ادارے جرائم کی روک تھام کے لیے معافی اور خون بہا کے اسلامی احکام نافذ کریں۔
- میڈیا کے ذریعے "ماں باپ، رشتہ دار اور پڑوسی کے حقوق" پر مہم چلائی جائے تا کہ نفرت کی بجائے محبت عام ہو۔

* * *

Bibliography/ کتابیات

- Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī. ***Sunan Abī Dāwūd***. Edited by Muḥammad Muḥyī al-Dīn ʿAbd al-Ḥamīd. Ṣaydā: al-Maktaba al-ʿAṣriyya, n.d.
- Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. ***Al-Sīra al-Nabawiyya***. Edited by Ṭāhā ʿAbd al-Raʾūf Saʿd. Cairo: Sharikat al-Ṭibāʿa al-Fanniyya al-Muttaḥida, n.d.
- Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. ***Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm***. Edited by Muḥammad Ḥusayn Shams al-Dīn. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1419 AH.
- Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. ***Lisān al-ʿArab***. Edited by Ilyās Jī and a group of linguists. 3rd ed. 15 vols. Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH.
- Ibn Saʿd, Muḥammad. ***Al-Ṭabaqāt al-Kubrā***. Edited by Iḥsān ʿAbbās. 8 vols. Beirut: Dār Ṣādir, 1968.
- Lings, Martin. ***Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources***. London: George Allen & Unwin, 1983.
- Maʿmar ibn Rāshid al-Azdī. ***Al-Jāmiʿ*** (appended to ***Muṣannaf ʿAbd al-Razzāq***). Edited by Ḥabīb al-Raḥmān al-Aʿẓamī. 2nd ed. 11 vols. Pakistan: al-Majlis al-ʿIlmī; Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1403 AH.
- Margoliouth, D. S. ***Mohammed and the Rise of Islam***. New York: G. P. Putnam's Sons, 1905.
- Marʿashlī, Nadīm, and Usāma Marʿashlī. ***Al-Ṣaḥāḥ fī al-Lugha wa al-ʿUlūm: Tajdīd Ṣaḥāḥ al-Jawharī wa al-Muṣṭalaḥāt al-ʿIlmīyya wa al-Fannīyya lil-Majmaʿ wa al-Jāmiʿāt al-ʿArabīyya***. Introduction by ʿAbd Allāh al-ʿAlāylī. Beirut: Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn, 1982.
- Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī. ***Ṣaḥīḥ Muslim***. Edited by Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī. 5 vols. Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyya; reprint Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.
- Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. ***Ṣaḥīḥ al-Bukhārī***. Cairo: al-Maṭbaʿa al-Kubrā al-Amīriyya, 1311 AH; reprint with notes by Muḥammad Zuhayr al-Nāṣir. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH.
- Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. ***Tārīkh al-Rusul wa al-Mulūk***. With continuation by ʿArīb ibn Saʿd al-Qurṭubī. 2nd ed. 11 vols. Beirut: Dār al-Turāth, 1387 AH.

- Al-Zabīdī, Muḥammad ibn Muḥammad al-Ḥusaynī. ***Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs***. Edited by a group of researchers. 40 vols. Beirut: Dār al-Hidāya, n.d.
- Watt, W. Montgomery. ***Muhammad: Prophet and Statesman***. Oxford: Oxford University Press, 1961.
- Yamin, Saira, and Salma Malik. ***Mapping Conflict Trends in Pakistan***. Peaceworks No. 93. Washington, DC: United States Institute of Peace, 2014. https://www.usip.org/sites/default/files/PW93-Mapping_Conflict_Trends_in_Pakistan.pdf.